ڈاکٹر محمد یوسف لون

ہدایت المخلصینؒ

ایک مختصر تنقیدی جائزہ

اس کتاب کا نام "ہدایت المخلصینؒ" ہے۔ اس کتاب کی سب سے بڑی نمایاں خوبی یہ ہے کہ یہ مغل دور کے آدبھگت اور استقبال کے ایام میں ہی لکھی گئی اس نثری تصنیف کا مصنف بابا حیدر تولہ مولی[۱] ہے۔ یہ کتاب ۹۹۳ھ میں تصنیف ہوئی اور پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ اپنے موضوع میں یہ کتاب تصوف کا رنگ لئے ہوئی[۲] ہے۔ اس میں مرشد کے

۱: بابا حیدر تولہ مولی حضرت شیخ حمزہ مخدومؒ کے خلفای خاص میں سے تھے لیکن کشمیرالاصل نہیں تھے بلکہ گجرات سے آکر حضرت شیخ حمزہ مخدومؒ کے خلقہ ادارت میں شامل ہو گئے اور کشمیر میں ہی منتقل سکونت اختیار کی تھی۔

۲۔ بحیثیت مجموعی تصوف کی بڑی غرض و غایت ذاتی ریاضت اور تزکیہ نفس ہے۔ تزکیہ نفس کا مقصد قرآنی منشور "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا" کے عین مطابق ہے۔ اس اعتبار سے تصوف روحانی علم کا ایک سرچشمہ ہے۔ جس سے ظاہر کے پردے اٹھ جاتے ہیں اور علم عین الیقین ظہور میں آتا ہے۔

Scanned with CamScanner

ہدایت پر عمل پیرا ہونے کی راہ بتلائی ہے۔ اس کے علاوہ اس میں اپنے مرشد حضرت شیخ حمزہ مخدومؒ [1]۔ اور آپ جناب کے خلفا کے کمالات وکرامات اور حالات کا بھی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

عرفان کے موضوعات کی نشاندہی اس میں اس طرح یوں پیش کی گئی ہے، عالم اربعہ جو عالم ناسوت، عالم ملکوت، عالم جبروت اور عالم لاہوت ہیں۔ عالم ناسوت سے عالم لاہوت تک یہ سب کے سب چار منزل ہیں۔ عالم ناسوت جو بشریت سے عبارت ہے اور جو کام اور کارنامے شرع کے نامناسب ہوں اور باعث لڑائی اور تنازعہ بھی ہوں مثلاً جھوٹ، دروغ فحش، گمراہی، خیانت، ہزل، بے نمازی اور شرع کے خلاف نازیبا اور ناروا کام کرنا اور لہو

---

[1]:- محبوب العالم حضرت شیخ حمزہ قدس سرہ ۹۰۰ھ میں علاقہ زینہ گیر کے تجر شریف نامی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ آنجناب کے والد بزرگوار کا اسم گرامی حضرت شیخ عثمان رینہ تھا۔ جو وقت کے ایک صوفی بزرگ ہونے کے علاوہ عالم فاضل اور صاحب حال وقال شخص تھے۔ آپ کے نامی اساتذہ میں ایک اخوند ملا لطیف اللہ تھے۔

حضرت شیخ حمزہ مخدومؒ نے چوبیس ماہ صفر ۹۷۴ھ کو انتقال فرمایا۔ حضرت بابا داؤد خاکیؒ اس بارے میں یوں رقمطراز ہے ؎

شیخ حمزہ مرشد والا گہر   فوت شد در بیست و چہارم از صفر
رفت اکمل یافت فضل کردگار   عاقبت در نہصد و ہفتاد و چہار
عقل گفت "از موت مرشد آہ می باید کشید"
پی تاریخ سال وصل مخدوم   مناسب یافتیم مخدوم مرحوم" *

* دستور السالکین ورق ۹۰۔ الف۔ تاریخ اعظمی۔ ص۔ ۱۰۵۔

Scanned with CamScanner

لعب میں مشغول رہنا اور بدعت کرنا وغیرہ ہوں۔ طالب کو چاہیئے کہ وہ بُرے اخلاق وغیرہ جیسی دشوار سختیوں سے اس قدر برسرپیکار ہو جائے کہ ان کی تمام کوتاہیوں سے مبرا ہو جائے اور اس میں بشریت کے سبھی اظہار و نمود کے قید و بند مٹ جائیں اور اس وقت تک اس دنیا میں کامیاب ہونا دشوار ہے۔ یہاں تک کہ ہم نفس کے ساتھ دشمنی اور عداوت نہ رکھیں اور مجاہدہ اور شدت ریاضت سے کام نہیں لیں گے۔ ایک مثال ہے کہ ظاہر کو چھوڑ دینا اور ہمت بڑھانا اس مقام سے اس ایک مقام تک یہ ہے کہ ایک درخت ہے کہ جو ابتدا میں جوانی کی وجہ سے دن بدن سرکش ہو اور اس کو مغروری کہتے ہیں اور اس مقام میں عالم ناسوت گمان کیا جاتا ہے لہٰذا اس مغروری کو ترک کرنا لازمی ہے۔ اس کے بعد عالم ملکوت ہے عبادت، طاعت اور ریاضت حق کی طرف سے جو اطمینان پیدا ہو جائے اور عالم ملکوت میں صاف ہوگی اور عبادت کے بیج اچھی طرح سے پھل پھول سکتے ہیں اس کے بعد عالم جبروت ہے کہ اس عالم میں جذبہ میں گم ہونا ہوتا ہے اور وہ جذبہ عالم لاہوت کی طرف لے لیتا ہے اور اس عالم میں شوق و ذوق اور محنت و درجہ، سوز و گداز خوارقات و اعجاز، مستی اور بے خودی وغیرہ کی تفصیل جو شرح میں نہیں سما سکتی ہے۔ بیان ہو جاتی ہے۔ اور جو کوئی اس میں ان صفات سے خود کو آراستہ پائے اور پھر تمام چلن کے بعد خاتمہ ہو جاتا ہے اور اس کی کسی اصل وجود سے اس میں پودا گاڑ دیا جاتا ہے نہ اس میں شوق نہ اس میں درد نہ اس میں سوز اور نہ اس میں گداز کی کوئی خبر ہی رکھتا ہو۔ عالم لاہوت میں جو خود قطرہ کی طرح دریا میں ڈال دیتا ہے اس نے وہ قطرہ پالیا اور تب تک دریای وحدت سے امتیاز حاصل نہیں کیا جا سکتا ہے۔ جب تک کہ قطرہ دریا میں داخل ہو جائے اور یہ طریق بہت ہی قیمتی اور مشہور ہے۔ اس کے بعد اس کو بقا ہے کہ اس خاکستر کو اس مقام سے اٹھائے اور لامکان حاصل کرے پھر وہ لامکانی

بن گیا اس وقت قطرہ دریا میں مل گیا اور اس کو جدا گانہ وصل کہتے ہیں اور اس مقام میں قطرہ دریا کے ساتھ مل گیا کہتے ہیں کہ حق کے ساتھ ملنے والا موصل اصلی اور حقیقی کہتے ہیں وہ یہ ہے ۔ اور یہ مقام بہت بہت نادر ہے اور اکثر مشایخوں پر اثر انداز نہیں ہوا ہے لیکن اولین اور آخرین میں چند آدمیوں تک پہنچا ہوگا۔

ایک مثال میں ان مقامات کی تفصیل اس طرح سے یوں پیش کی جاتی ہے وہ مقام ظاہری طور پر اس مانند ہے کہ ایک پودا کہ جس کو جنگل سے لایا گیا ہے اور اس کو باغ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لگایا گیا اور محمدی باغ جو مرشد کامل سے عبارت ہے جو سینچائی اور شاخ تراشی سے پرورده ہو اور وہ وجہ کہ یہ بدمزدار تھا دور ہو جائے اور یہ مقام مقامِ ناسوت ہے۔ اس کے بعد وہ درخت اپنی ٹہنیاں اور پتے دراز کرتا ہے ملکوتی شگوفہ میں نکھر آتا ہے۔ اس کے شگوفے بہت ہی عجیب و غریب ہیں اور شاخ تراشی کے بعد وہ تازگی جو ان شگوفوں میں ہے پائی جاتی ہے اور اس کو مقام ملکوت کہتے ہیں۔ اس کے بعد جب پتے اور پنکھڑیاں جھڑ جاتے ہیں یعنی ملکوت کا مقام گذر جاتا ہے اور نفس میں مقام ملکوت جو مقام جبروت ہے یعنی وہ مشک کہ جس سے پھل ہاتھ آجائے اپنا مقام جبروت کے مقام میں پاتا ہے دن بدن سورج کی گرمی سے یعنی شوق اور درد اور لذیذ سوز سے سیراب ہو جاتا ہے۔ تاکہ دھیرے دھیرے وہ مقام لاھوت تک رسائی پاتا ہے کہ خودی کے درخت سے خود گر جائے کیونکہ پھر درخت سے لگ جانا اس کا ممکن نہیں ہے۔ اپنی شستہ زبان میں اس کا بیان یوں پیش کیا ہے۔

آن مقام بحسب ظاہری بدین مانند است کہ نخلی کہ اورا از جنگل آوردہ در باغ نبوی ساختند و رضوان محمدی کہ عبارت از مرشد کامل است باآب تربیت د

شاخ بُری درآرد یا انچہ موجب بار تلخ است برطرف شود و این مقام مقام ناسوتست بعد ازاں کہ ہمان درخت شاخ و برگ بلند کند و درشگوفہ ملکوتی درآید شگوفہ اوراز بس غرایب و برنزاہت بود و ترو تازہ گی دراں شگوفہ بریزد یعنی مقام ملکوت بگذرد و درنفس مقام ملکوت کہ مقام جبروتست یعنی آن نافہ کہ ازاں ثمر آرد عبور خود درمقام جبروت گیرد روز بروز از گرمی آفتاب یعنی از شوق و درد و سوز شیرین و سیراب می شود تا رفتہ رفتہ بمقام لاہوت در آید کہ از درخت خودی خود بیفتد چنانچہ باز بدرخت پیوند کردن آن ممکن نیست .....[۱]

عبارت کی ترتیب میں الفاظوں کا میل و ملاپ اس قدر شاندار ہے جیسا کہ باغ کے اندر درختوں کی شاخ تراشی سے باغ کی زیب و زینت میں دوگنا اضافہ ہوتا ہے اور معنی یعنی پھلوں کا اضافہ بھی یقینی ہوتا ہے۔ ساتھ ساتھ الفاظوں کی ترکیب میں بھی ایک انوکھی سی مثال ہے مثلاً رضوان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ،شاخ بُری شگوفہ ملکوتی، بس غرائیب ، برنزاہت، ترو تازہ گی، شوق و درد اور سوز شیریں وغیرہ جیسے الفاظوں سے مزین ہے جو تحقیق اور تجسس کے حامل ہیں ۔

اس کے بعد کہ درخت سے الگ ہوجائے اور یہ مٹ جانا ہاتھ آجائے پھر اس کا عبور لامکان تک ہے کہ وہاں سے واپس آنہیں سکتا ہے اگرچہ وہ بلی میوہ ہو کے رہ جاتا ہے اور نہ درخت سے کوئی تعلق اور پھر ایسا ہی کہ خزان میں نہ اس کو میوہ رہتا اور نہ پتا اور نہ جسم میں روح اور نہ کوئی شادابی کی علامت کیونکہ کچھ مہینوں تک یہی حالت رہتی ہے اور پھر بہار میں تازگی دوبارہ نمودار ہوجاتی ہے۔ نیا ہی سبزہ

۱۔ ہدایۃ المخلصین ۔ یابا حیدر تولہ مولی (ص ۲۴ ۔ب ۲۵ ۔ا)

Scanned with CamScanner

اور نئے ہی پھول (کلیاں) اور نئے پھل لے آتا ہے کیونکہ ھر سال اور ھر موسم میں اسی طرح پھل دیتا ہے اور بخشتا ہے۔ اور لوگ اس سے فایدہ اٹھاتے ہیں اور لذت حاصل کرتے ہیں اور فیض پاتے ہیں۔ اور اسی نوع سے وہ اصل جو دریا سے قطرہ لے لیتا ہے ھر لمحہ دوسری ہی چمک اور شاداب میلان پاتا ہے اور لمحہ بہ لمحہ مشاہدہ میں ہوتا ہے اور دریا کو جو بھی صفت ہوگا اس سے ہے اور جو قطرہ دریا میں جاتا ہے تو قطرہ اس کی صفت ہے موصوف نہیں ہے اور یہ مقام بہت ہی نادر ہے اور اس مقام میں ہمیشہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کارآمد ہے

مرشد کامل کے دوسرے آثار ظاھری وہ ہیں کہ وہ ترک دنیا کرے حق تعالیٰ کے ساتھ نزدیکی کا سبب ہے اور دنیا کی ترک اور دنیا میں بہت سے تعبیرات ہیں بعضوں کے قول کے مطابق دنیا کے مانند بتاتے کہ اس کو مال و منال جاہ و حشم اور شوکت نام دیتے ہیں۔ اور دوسری دنیا جس میں دل محبت حق میں کھو بیٹھتا ہے اسی آزمایش میں رہے۔ چاہیئے وہ چیز بڑی ہوگی یا گھاس کا تنکا ہو۔ دوسری غفلت اس کی حصول کی وجہ سے اس کے دل میں جم جائے یا سمائے اور دل سے تسکین چلا جائے دنیا ہے اور دوسری دنیا کہ جو اللہ کے بغیر ہے اور دوسری دنیا جو اللہ تعالیٰ کے سوا ہے دنیا ہے اور دوسری دنیا جس میں دنیا کی طلب ہو اور بزرگی ہو۔ وہ سخت ترین غفلت ہے اور دوسری دنیا وہ ہے کہ واقفیت کے بعد دنیا کے حق کی طرف مایل ہو جائے اور اور دوسری دنیا جو حق کے بغیر تعلق رکھے دنیا ہے۔ دوسری دنیا ہر چھوٹے اور بڑے چیز کی طرف محبت ہو دنیا ہے، دوسری دنیا اس ایک لحظ میں جس میں حق کی یاد ہو منصرف ہو اور دنیای مطلق اس کو کہتے ہیں کہ دنیا زیادہ اور اس میں جو ہے وہ چھوٹا اور بڑا اور سب سے بڑا لوگوں کا رجوع جو شیخ کی طرف یعنی عالم کی طرف جو دنیا سے

Scanned with CamScanner

سے بڑا ہے۔ دنیا جو انتہا کو نقصان پہنچائے وہی خلق کا رجوع ہے۔ انتہا کے آثار جو خلق کا رجوع رکھتے ہیں وہ دل کو حق کے ساتھ مشغول رکھنا ہے یہ ہے کہ ہمیشہ مسافر رہے اور اپنے لیے کوئی جگہ، مقام اور منزل نہ بنائے اور اپنے نام سے کوئی قرار نہ پائے اور خلق کی رجوع میں ہر وقت متنفر اور بھاگتا ہوا رہے گا اور اس کے حروف اس طرح ملے ہوئے نظر آتے ہیں۔

بقول بعض دنیا را عین دنیا را خوانند کہ آنرا مال و منال و جاہ حشم و شوکت نام نہادہ اند چنانچہ نزد مردم ظاہر بین ہمین دنیا است و دنیای دیگر کہ دل از محبت حق گرفتہ برد مبتلای گیرد خواہ آن شی عظیم باشد یا برگ کاہ دنیای دیگر غفلت بسبب حصول او در دل در آید و حضور از دل برد دنیا است و دنیای دیگر کہ آنچہ ماسوی اللہ است دنیا ست و دنیای دیگر کہ طلب دنیا در عین مشخیت باشد سخت ترین غفلت است و دنیای دیگر ہمین است کہ بعد از اشنای بحق دنیا طلب گردد و دنیای دیگر ہر چہ تعلق بغیر حق دارد دنیا است دنیای دیگر محبت ہر شی کہ و مہ دنیا است دنیای دیگر از یاد حق دران لحظ با او مشغول گردد دنیا است و دنیای مطلق آنرا گویند و عند مشائخنا الدنیا کثیرۃ دفیہا صغیر و کبیر لہا رجوع الخلق الی الشیخ فہو عظیم من الدنیا ہو مردود عن الحق بالصدق و الیقین دنیای کہ منتہی را ضرر دارد ہمین رجوع خلق است آثار منتہی کہ رجوع خلق داشتہ دل با حق مشغول دار دانیست کہ پیوستہ مسافر باشد و جای و مقامی و منزلی برای خود نسازد و بنام خود قراری ندہد و ہمیشہ در رجوع خلق متنفر و گریزان باشد و از فیض عام او بر مردم فایدہ روی دہد ہم ظاہر و ہم باطن و با شریعت مستقیم بود[1]

---

[1] ہدایت المخلصین ۔ باباحیدر تولہ مولی ۔ (ص ۳۵ ۔ ب ۔ ۳۶ ۔ ل)

ہر منتہی (جو اپنے آپ کو اویسیہ کے نام پر جانتا اس کی پہچان کی نشانی وہ ہے کہ وہ کسی خبر کے گھیرے میں نہ ہوگا اور اس کے سامنے کوئی خبر دنیا کے مال و دولت میں کتاب اور تسبیح کے علاوہ اور کوئی چیز بڑھ کر نہیں ہوگا۔ وہ ہمیشہ مسافر ہوگا اور اگر دنیا کے مال و دولت میں سے اس کے پاس کوئی چیز نہ ہو مانند کتابیں اور قرآن انکو وقف رکھے تاکہ وہ ان کا مالک نہ ہو جائے۔ دوسری علامت اور نشانی اویسیہ کی وہ ہے کہ موت کے وقت تک ایک جگہ پر مقیم نہ ہو جائے اور دنیا کی عمارت سے دور رہے اور اکثر وہ جنگلوں اور بیابانوں میں اپنا بسر کرے۔ اویسیہ کی دوسری نشانی وہ ہے کہ وہ عورت سے دور رہے اور عورت اس کے نصیب میں نہیں ہوگی وہ لوگوں سے دور تنہائی میں ہی زندگی بسر کرتا ہے اور دوسری نشانی وہ ہے جس کسی کے ساتھ بحث میں بھروسہ کے ساتھ پیش آئے اسی وقت وہ خواجہ اویس قرنی کی خدمت کا شرف پاتا ہے ان اویسیہ باتوں کو مصنف نے یوں رقم کر کے چمکایا ہے۔

"ہر منتہی کہ خود لطریق اویسیہ منتہی نامند علامت آن است کہ در بند، ہیچ چیز نباشد و نزد او، ہیچ خبر از اموال دنیا مثل کتاب و تسبیح نا بمتاع دیگر چہ رسد نبود پیوستہ مسافر باشد و اگر از اموال دنیا نزد او چیزی باشد مثل کتب و قرآن آنرا وقف دارد تا مالک آن نگردد دیگر نشانہ و علامت اویسیہ اینست [۱]۔

---

[۱] اویس قرنی ایک ولی کامل کا نام ہے۔ وہ صوفی بزرگوں میں سے ایک مشہور شخصیت تھے آپ کا کلام صاف اور شستہ ہے۔ اس میں ذوق و شوق کا ایک خاص مادہ ہے۔ راہ حق پر گامزن ہونے والے سالکوں کو ہمیشہ شوق کے وسیلے سے اعلیٰ حصول کی راہنمائی بخش دیتا ہے۔ آپ کی تعلیمات سے عرفانی حقایق لوگوں کے دلوں کے اندر گھر گھیر لیتے ہیں۔ معنیٰ اور بیان کی استواری میں کئی کئی مثالیں پیش کرتا ہے۔ جو مختلف اوقات میں مختلف موضوعات کے برمحل رہی ہیں۔

کہ تا ہنگام موت خانہ دریکجا قرار نہ ہد واز عمارت دنیا ترک گیرد و اکثر بدشت وجنگل گذارد وعلامت اویسیہ دیگر آنکہ بجفت زن راضی نشود وزنی اورا نصیب نبود و تفرید و تجرید باشد و علامت دیگر آنکہ در صحبت ہر کہ باعتقاد در آید خدمت خواجہ اویس قرنی بوقتی دریابد و آثار دیگر آنکہ ہر کہ اویسیہ باشد[۱]

کیونکہ عارف لوگوں کی عبادت تصوف کا کلام ہے اور تصوف کا کلام وہ نہیں ہے کہ جو دل سے شرع کے خلاف کوئی چیز چاہیے اور اس سے اور کوئی چیز تحقیق کرے لیکن وہ سب بیکار ہے اور فضول ہے. ایک ایسا کلام ہونا چاہیئے جو مکمل طور پورا ہو اور وہ مکمل طور پر حقیقت اور معرفت پر مبنی ہو۔ اس کی جڑ طریقت اور شریعت سے جڑی ہو. جو ایک ان چار خبروں میں سے خالی ہو وہ بات ملحد کی بات ہے. اس پر عمل پیرا ہونا شیطان کے نقش و قدم پر چلنا ہے۔ جب اس قسم کا کوئی نکتہ چاہیئے کہ تمام اقلیم وجود کو اللہ پاک جلّہ کی ذکر کو شیطان کے دخول سے قلعہ باندھے اور پھر کوشش کرے کہ دل کے حضور سے عرفان اور توحید کے بارے میں جہت کرے کہ تمام وجود صفات کی ذکر سے پر ہو اور شوق ذاتی میں آجائے معشوق کی بات عاشق کو نمایاں ہے تمام چیز اور تمام جگہ سے اور تمام شی سے لیکن وہ آنکھ جس سے مشاہدہ کرنا روا ہے وہ وہ چاہیئے معشوق ظاہر ہے لیکن آنکھ کہاں. محبوب گھر میں ہے لیکن آمنے سامنے ہے. مجھ میں اور اس میں حجاب کچھ بھی نہیں ہے. اپنے آپ سے گذر جاؤ اور پھر دیکھ لے کہ وہ تمہارے اندر ہے۔ وہ آنکھ جس سے اس کو دیکھنا ممکن ہے اہل دلوں پر ہے نہ ایسا کہ ہر ایک پر ہو۔ مجھ سے تم خدا کے واسطے جدا ہو جاؤ کیونکہ تم مجھ جیسے ہو جاؤ۔ میرے اور تمہارے درمیان والے پردے میں حقیقت

۱۔ ہدایت المخلصین ــــ باباحیدر تولہ مولی ــــ ص۔۳۶ ب ــــ

ہیں کوئی واسطہ نہیں ہے۔ تو اپنے پردے کو اٹھالے کہ ہر طرف سبحانی ہے۔ ہر ذرہ میں ذاکر اور مذکورہ وہی ہے۔ اس کا بیان اس شستہ زبان میں کیا ہی خوب ہوا ہے۔

"وعارف آن کلام کہ در تصوف مذکور کند تمام عبادات داند زیرا کہ عبادت عارف کلام تصوف است وکلام تصوف آن نیست کہ آنچہ برخلاف شرع از دل خود پسندد وازان مردیگری تحقیق کند بلکہ آن تمام خود تلفف است سخنی می باید کہ ادراسر وبن باشد و سراسر حقیقت ومعرفت بود وبن از طریقت وشریعت داشتہ باشد چون یکی ازین چہار خبر سخن خالی باشد آن سخن سخن ملحد است آنرا عمل کردن تتبع بر شیطان نمود لنت نکتہ چون اینکس خواہد کہ تمام اقلیم وجود را حصار بذکر اللہ از دخول شیطان بربندد ولپس سعی کند کہ بحضور دل کلام از عرفان وتوحید نماید کہ تمام وجود بذکر صفات درآمدہ در شوق ذاتی در آید نکتہ معشوق بعاشق نما یا لنت از ہر شی واز ہر مکان واز ہر چیز اما چشمی کہ بدو مشاہدہ کردن سزا است آن باید غزل [1]

معشوق عیان است ولی چشمی کو
محبوب بخانہ است یکی رو برو
آن چشم کزو دیدن آن ممکن ہست
بر اہل دلالنت نہ چون بر ہرکس کو
در پردہ مائی وتوئی نیست بحق راہ
تو پردہ خود گیر کہ حق است بہر سو [1]

کیونکہ استغراق اول ذکر کے طبقے میں ہے، ذکر سے بھی استغراق حاصل ہوتا ہے

---

[1] ہدایت المخلصین ـ باباحیدر تولہ مولی ـــــ ص ـ ۴۳ ـ ۱ ـ

وہ استغراق استغراق پناہی ہے بلکہ اس کے بعد استغراق محاسبہ ہے۔ استغراق مراقبہ کے بعد استغراق محادیہ ہے۔ استغراق محادیہ کے بعد استغراق مواصلہ ہے۔ استغراق مواصلہ کے بعد استغراق مواحدہ ہے۔ اس کے بعد استغراق استغراق ہے اور استغراق استغراق کے بعد استغراق قطرہ ہے اور استغراق قطرہ کے بعد استغراق دریا ہے۔ استغراق دریا کے بعد استغراق۔ کلیہ اور استغراق کلیہ کے بعد تمام محویت ہے نہ خود کو نہ دوسرے کو اور نہ حق کو اور نہ دوسرے چیز کو کہ اس کا کوئی حد یا نہایت ہو۔ مصنف نے اس کا بیان اس طرح پیش کیا ہے۔

روشن باد کہ محبوب العالم حضرت مخدوم شیخ حمزہ قدس سرہ فرمودند .....
چنانچہ استغراق اول در طیقہ ذکر است از ذکر ہم استغراق حاصل می شود وآن استغراق استغراق نہایتی نیست بلکہ بعدہ استغراق محاسبہ است وبعضی مردم اند کہ آنہا را مرشد کامل نمی افتد در استغراق ذکر کمال گماشتہ از طیقات دیگر بازی ماند بعد از استغراق محاسبہ استغراق مراقبہ است وبعد از استغراق مراقبہ استغراق محادیہ است وبعد از استغراق محادیہ استغراق مواصلہ است وبعد از استغراق مواصلہ استغراق مواحدہ است وبعد از استغراق مواحدہ استغراق' استغراق است بعد از استغراق' استغراق استغراق قطرہ وبعد از استغراق قطرہ استغراق دریا است بعد از استغراق دریا استغراق کلیہ وبعد از استغراق کلیہ تمام محویت است نہ خود ونہ دیگری و نہ حق ونہ چیزی دیگر کہ آنرا حدی ونہایتی باشد ودر آنجا[۱]،

واضح رہے کہ جب طالب شیخ کے پاس آئے کہ مجھے تعلیم اور تربیت دے شیخ کو ضروری

---

[۱] ہدایت المخلصین ــ بابا حیدر تولہ مولی ــ ص۔۱۴۱۔ ا۔ ب ــ

ہے کہ اس کے احوال کو معلوم کرے کیونکہ ڈھونڈتے والے چند دن تک شیخ سے درس لینے
اور چند دنوں کے بعد دوسرے کے پاس جاتے اپنے کو گندہ بناتے ہیں اور اس کی خیر و
برکت دربستہ ہوجاتی ہے اور اس کو اتنی گمراہی پیدا ہوجاتی ہے کہ دل میں سماتی نہیں
ہے۔ طالب کو پیر کی ناخشنودی نہ ہوگی کہ دوسرے کے پاس چلا جاتے اور دینی نفع
اس کو حاصل نہ ہوگا اور جہاں کہیں جائے اس سے چاہیئے کہ اس کو پیر کا فرمان ہونا
ضروری ہے۔

ایک گوئیا جو اکثر فارسی اشعار اور راگ ھندی کو تمام رات گاتا رہا۔ ایک مرتبہ
اس نے کیا کیا کہ دروازے سے باہر تمام رات خوش اور سریلی آواز میں مست تھا حتی
کہ اس کی آواز سے کسی کو طاقت نہیں رہی کہ وہ وجد کے حال میں نہ آئے۔ جب صبح
ہوئی وہ اشعار کے پڑھنے سے فارغ ہوا اور محبوب العالم کی خدمت میں نماز فجر کے بعد
آیا اور بیٹھا پھر چاہا کہ کوئی چیز پڑھنا شروع کرے۔ محبوب العالم نے اس کو منع کیا فرمایا
کہ ای شادی اگر چہ اس تیرے ساز اور آواز کے سننے سے قلبی اور روحانی رقت طاری
ہوجاتی ہے لیکن حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے لہذا کمال
شریعت کمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اگر ساز کی آواز سے ھر طرح لفظ ذکر اللہ سمجھ
میں آتا ہے پھر شیخ پر کہ وہ گذشتہ مشایخوں کے سجادے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
مصلا اور مسند پر بیٹھا ہوا تھا حرام ہے۔ کیونکہ شیخ کو چاہیئے کہ مطلقاً وہ بدعت اور حرام کی طرف
ہاتھ نہ بڑھائے ھر چند کہ اس کو باطنی طور پر نقصان نہ ہوگا لیکن محمدی جو ظاہر بیں ہے اس
کو نگاہ میں رکھنا فرض ہے۔ جو کوئی حقیقی جذبہ سے اپنے آپ سے بےخود ہوجائے۔ اس
پر مکمل وجدانی کیفیت ظاہر ہوجاتی ہے اور بے اختیاری سے مستثنی پھر اس پر ضروری ہے
کہ وہ مسند محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹھ جائے اور شخصیت کا دعوا نہیں کرے کہ اس سے دین

نقصان سرزد ہو جائے باوجود اس کے جو چند سطور لکھی گئی ہیں۔ ساز اور آواز کو سنا بعض مشایخوں کے لیے جایز ہے۔ لیکن محبوب العالم اکثر محمدیت پر عمل پیرا تھے۔ تاکہ ساز و سرود کے سننے کو نہ سنتے پر بڑھائی دئے۔ اس کے بعد شادی نے دوسرے دن سے کچھ نہیں پڑھا۔ یہاں تک کہ وہ دو ہفتے تک محبوب العالم سے رخصت لے گیا۔ اس جگہ کی طرف روانہ ہو گیا اور باطنی قطب تھا اور باطنی لحاظ سے دہلی میں اس کامل اولیا کو تربیت دی

مبتدی مرشد کی خدمت میں آتا ہے اور ہر مرشد مبتدی کو حکم دیتا ہے کہ وہ پانچ وقت نماز با جماعت ادا کرے[1] ۔ اور تہجد، چاشت اور اشراق بھی قلب وسعت کے مطابق گذارے جب مبتدی ان عملوں پر کاربند رہے پھر اس پر ضروری ہے کہ وہ دن کے سبھی اوقات مکمل طور پر پوری عبادت میں بسر کرے ایسا کرے کہ صبح کی نماز کے بعد آفتاب کے چڑھنے کے بعد تک کسی کے ساتھ دنیوی بات چیت نہ کرے۔ اور اس اوراد اور

---

[1] نماز دین کا ستون ہے۔ یہ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک ہے جو اس طرح درج ہوتے ہیں۔ کلمہ، نماز، روزہ، زکواۃ اور حج۔ نماز مومنوں کے لیے معراج ہے۔ الحدیث ۔ نماز سے آدمی تمام برائیوں اور بدیوں سے دور رہتا ہے۔ القرآن۔ نماز با جماعت میں پچیس صواب، تنہائی کی نماز سے زیادہ ہیں اور فرض نماز صرف جماعت میں جایز ہے۔

کلمہ چون خواندی دگر باید صلواۃ
اندکی از بود خود یابی نجات
شد صلواۃ مومنان معراج روح
در نماز از نور یابد صد فتوح

از۔ پنج گنج عبدالغفور شوپیانی۔ ص۔ ۲۰۔ ب۔ ۲۱۔ ا

وظائف میں مشغول رہے جو مرشد سے تعلیم پائی تھی اور اس کی ادائیگی میں مشغول رہے اور نماز اشراق کے بعد نماز چاشت تک تلاوت قرآن مجید میں مشغول رہے۔ نماز چاشت کے بعد زوال تک تھوڑا آرام کرے پھر اٹھے اگر ممکن ہو تو نماز۔ زوال بجالا سکے اگر نہ تو پیر کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور اس سے بات کرے اور نماز ظہر کے بعد نماز عصر تک وہ کام کرے جو حلال ہو اور نماز عصر کے بعد سورج کے غروب ہونے تک پھر کسی کے ساتھ کوئی دنیاوی بات نہ کرے اور وہ کام اور وظیفے جو مرشد سے حاصل کئے ہوتے ہیں ان کی بجا آوری پر کاربند رہے۔ اور نماز شام کے بعد عشا تک قضا اور نوافل جہاں تک ہو سکے بجالائے اور عشا کے بعد اپنے مرشدوں کا شجرہ پڑھے اور اپنی حلال کمائی کا لقمہ کھائے اور بھائی جان لے درویشی کی زندگی میں مکمل شرط یہ ہے کہ جو چیز غذا کے طور پر کھائی جائے وہ حلال ہونی چاہیئے چونکہ اللہ تعالیٰ جلّہ کا قول ہے کہ حلال کمائی سے روزی کھاؤ اور اللہ تعالیٰ جلّہ سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو۔ کسب کی کمائی کا ایک لقمہ ہزاروں عبادتوں کے برابر ہے۔ اگر تم نے حلال کمائی کا ایک ہی لقمہ کھایا تو تم راہ حق میں آگے آگے بڑھ گیا۔ اس سے جسم اور روح صاف ہو جاتی ہے۔ اس بیان کو مصنف نے ان حروف سے سجایا ہے۔

چون مبتدی در خدمت مرشد بیاید باید کہ مرشد ھر مبتدی امر نماید کہ پنج وقت نماز بجماعت بگذارد و تہجد و چاشت و اشراق بقدر امکان حضور نیز بگذارد و چون مبتدی دریں اعمال ملاومت نماید پس اورا لازم است کہ اوقات روز پیوستہ در عبادت بگذارد و چنان کند کہ بعد از نماز فجر تا طلوع آفتاب با کسی سخنی دینوی نکند و اوراد وظایف کہ از مرشد گرفتہ باشد در ادای آن کوشد و بعد از نماز فجر تا طلوع آفتاب با کسی سخنی دینوی نکند و اوراد وظایف کہ از مرشد گرفتہ باشد در ادای آن، کوشد و بعد از

نماز اشراق تا چاشت تلاوت قرآن مجید نماید بعد از نماز چاشت قیلولہ تا زوال بکند و بعدہ برخیزد نماز زوال اگر تواند بگذارد والا در خدمت پیر رفتہ صحبت دارد و بعد از نماز ظہر هر کسی کہ از حلال باشد تا عصر بکند و بعد از نماز عصر تا غروب آفتاب نیز با کسی سخن دنیوی نگوید و وظایف و اشغالی کہ از مرشد گرفتہ باشد بخواندن آن مشغول شود ...... و بدان ای برادر جان در درویشی شرط کامل و رکن شامل الست کہ هرچہ از طعام بخورد می باید کہ حلال باشد چنانچہ قولہ تعالیٰ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ .... غرض کہ یک لقمہ از کسب خوردن برابر ہزار عبادت است کہ از کسب حلال خوردن راہ درویش مصفا و مجلی شود [1]

ان سب باتوں کا خلاصہ تنقیدی نکتہ نگاہ سے یوں پیش کیا جاتا ہے ایک مرشد ایک مبتدی کے لیے ایک راہنما کی حیثیت سے کیا وسیلہ بنتا ہے۔ اس کے حکم کی تابعداری میں کیا کیا فوائد ہوتے ہیں۔ اور اس عمل آوری کو بجا لانے کے لیے کیا کیا نتیجے برآمد ہوتے ہیں۔ ان کی تفصیل میں مصنف نے اپنی سنجیدگی اور متانت کو کس روپہ سے بھرتا ہے۔ ان سب باتوں کا علم ان ہی کے دیئے ہوئے پہلوؤں میں نظر آتا ہے۔ مثلاً پانچ وقت نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے، تہجد، چاشت اور اشراق کو قلب وسعت کے مطابق گذارے۔ دن کے سبھی اوقات کو مکمل طور پر پوری عبادت میں بسر کرے۔

عالم ناسوت کے مقام کو انسان تبھی پا سکتا ہے جب وہ تمام برائیوں سے پاک صاف ہو جائے۔ اس کے کارنامے شاندار ہوتے چاہیں۔ جس کی بنا پر وہ اعلیٰ منصب کا

[1] ہدایت المخلصین ــــ بابا حیدر تولہ مولی ــــ ص۔۳۔۱۔ب ــــ

مالک بن جائے اور سبھی کوتاہیاں اور خامیاں اس سے دور ہونی چاہیئے. عالم بشریت کے تقاضے اس کے لیے مانع نہ بن پائیں.

عالم ملکوت میں سکون اور اطمینان کا سہارا ہے جس سے وظیفوں کا عمل نشو و نما پاتا ہے اور پرورش پاکر کامیابی سے ہمکنار ہو جاتا ہے.

عالم جبروت میں آدمی ایک پر کیف حالات سے سرشار ہوتا ہے وہ خود کو دوسرے سے ملاتا ہے اس ایسی ملاپ میں وہ اپنے آپ کو کھو بیٹھتا ہے.

عالم لاہوت یہ عالم اپنی نوعیت میں بہت ہی جداگانہ ہے اس کا ملاپ اس طرح پیوست ہے کہ سوز و گداز کا عنصر سرے سے ختم ہو جاتا ہے اور اپنی بقا کو لے پاتا ہے اور امتیازی مقام کا حقدار بن جاتا ہے.

وصال حقیقی میں وہ حقیقت مضمر ہے جو عین حقیقت سے مشابہ ہے اور ایک فرد کی ذات اس کا عکس ہے. ایک مرشد جو شریعت پر کاربند ہو اس کا اتباع کرنا سعادت مندی کا اولین درجہ ہے کیونکہ اس کے جو نتائج برآمد ہوتے ہیں وہ اس کے لیے سودمند ہوتے ہیں اور فیض بخش ہونے کے ساتھ ساتھ وہ کار آمد بھی بن جاتے ہیں.

اولیسیہ کی نشانیاں جس سے وہ پہنچانا جایا جائے. اس کی چاہت، اس کے رفتار اور کردار کی نوعیت کے طور طریقے اور وہ علامتیں جن میں اس کی ساخت بڑھ جاتی ہے.

تصوف کا کلام اور اس کی عظمت اور شان اسی میں ہے کہ وہ شرع کے مطابق ہو اور حقیقت، معرفت اور طریقت کے ساتھ اس کا خاص لگاؤ ہو جب آدمی تمام مخالف چیزوں سے گریز کرے اور اس گریز میں ہی وہ حقیقت کو پا سکتا ہے. اس آنکھ سے وہ

اس مشاہدے کو پالیتا ہے جس کا وہ منتظر ہے. ایک مرشد اور ایک طالب کے بیچ یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ کیا طالب واقعی طالب ہے اس تمام کے بدلے وہ صحیح راہنمائی کا حقدار بنتا ہے. اپنے مقام کو پالیتا ہے. راگ اور سرود بھی جو شرعی لحاظ سے نادرست ہے چنانچہ جو چیز بدعت اور حرام میں شامل ہے اگر ظاہری طور سے اس سے نقصان نہیں پہنچے لیکن اس کا ہونا ھر لحاظ سے خلاف شریعت ہے.